

عمر احمد عثمانی کی تحریفیات کا اجمالی جائزہ

تعدد ازدواج اور اسلام

مندرجہ ذیل اقتباسات تعدد ازدواج اور اسلام سے ملفظ لئے گئے ہیں، جو فکر و نظر جلد ۱۲-۱۱ اور جلد ۲ میں شامل ہے۔ تنقید عنوانات یا حواشی کی صورت میں کی گئی ہے۔ (ادارہ)

تمام مدافعين اسلام کی سادہ لوحی (اور حماقت) | یورپ کے مستشرقین نے اس بات کو سامنے رکھ کر کہ اسلام تعدد ازدواج کا حامی ہے، اسلام کے خلاف زہر پلایا پروپیگنڈہ کرنے کیلئے اب تک ہزار ہا صفحات سیاہ کر ڈائے ہیں۔ دوسری طرف اسلام کی طرف سے مدافعت کرنے والوں نے بھی اپنی سادہ لوحی سے اس غلط تہمت کو قبول کر کے ان کے جوابات کے سلسلہ میں کچھ کم صفحات سیاہ نہیں کئے۔ ان مدافعت فرمانے والوں کا انداز بالکل ایسا ہی ہے، جیسے اپنے دامن پر کچھ ناخوشگوار دھبے دیکھ کر دل ہی دل میں شرم رہے ہوں۔ (فکر و نظر جلد ۱۱ ص ۱۳)

اسلام کی نظر میں تعدد ازدواج | اسلام نے جن حالات میں تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے، بہر حال ایک ناقابل حمایت برائی جو اس کی حیثیت قطعاً ایسی ہی ہے جیسا کہ ہم کسی بڑی برائی سے بچنے کے لئے بعض اوقات کسی چھوٹی برائی کو اختیار کر لیتے اور اس کی اجازت دے دیتے ہیں لیکن اس

لیکن معاف کیجئے یہ غلط تہمت آپ کے ڈاکٹر فضل الرحمان کے بقول قرآن کی قانونی سطح اور اسلام کی پورہ سو سالہ تاریخ نے دگائی۔ (ملاحظہ ہو فکر و نظر جلد ۲ ص ۱)

اجازت سے قطعاً یہ نہیں سمجھا جاتا کہ ہم اس برائی کی حمایت کر رہے ہیں۔ برائی بہر حال برائی ہی رہتی ہے۔ اور ہر صورت میں ناقابل حمایت (ایضاً ص ۱۴)

انبیاء علیہم السلام اسی برائی پر عمل پیرا رہے | کہا جاتا ہے کہ تعدد ازدواج انبیاء علیہم السلام اور اسلاف کی سنت رہی ہے۔ جہاں تک انبیاء علیہم السلام کا تعلق ہے، تو ضروری نہیں کہ انہوں نے جو کام کئے ہوں، وہ سب کے سب ہمارے لئے بھی سنت کا درجہ رکھتے ہوں۔ (ایضاً)

صدیقین، شہداء، اور صالحین کا رہ گئے ہمارے اسلاف و اکابر تو ان تمام حضرات کا یہ متواتر عمل بد کسی ضرورت سے ہوگا | ادب و احترام ملحوظ رکھتے ہوئے ہمیں ان حالات کا جائزہ بھی لینا چاہئے، جن میں انہوں نے تعدد ازدواج پر عمل فرمایا تھا۔ اگر انہوں نے واقعہً کسی بڑی برائی سے بچنے کیلئے یا کسی بلندتر مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اس کو اختیار فرمایا تھا، تو ضروری نہیں کہ ہم بھی ان کی پیروی کریں الایہ کہ ہم بھی انہیں جیسے حالات سے دوچار نہ ہو گئے ہوں۔ (ایضاً)

انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین | پھر سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ کیا خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہؓ و تابعین نے یا ہمارے اسلاف و اکابر نے کبھی بھی تعدد ازدواج کو سنت نبوی قرار دیا ہے، اور اسکی لوگوں کو ترغیب دی ہے، یا اس پر کسی ثواب کا وعدہ کیا ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے، اور یقیناً نہیں ہے تو آج ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ ہم ان حضرات کے علی الزعم اسے سنت قرار دیں۔ (ایضاً)

ان حضرات کا یہ عمل متواتر قانونِ فطرت کے خلاف تھا | اگر وحدت ازدواج قانونِ فطرت نہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ قدرت کو کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی تھی کہ آدم کے لئے ایک سے زیادہ بیویاں پیدا کر دی جاتیں، اور اس طرح نسلِ انسانی کو جلد از جلد بڑھنے اور پھیلنے پھولنے کے مواقع مہیا کر دئے جاتے۔ لیکن اس وقت بھی جبکہ ضرورت تھی، قدرت نے ایسا کوئی

نہ لیکن اس بہر حال ناقابل حمایت برائی کے خلاف امت و امت کے بنی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیوں آواز نہ اٹھائی؟ اور اس ناقابل حمایت برائی کا انکشاف ”اداکی بیگات“ کی بیجا ضد کے بعد یکایک کیسے ہو گیا، قرآن کی وہ کوئی نئی آیت نازل ہو گئی جسکی مدد سے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کو، محض فرضی ضرورت کی آڑ میں، مسلسل عملِ قبیح پر عمل پیرا قرار دیا گیا۔ لے اگر انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا۔ بلا تکبر۔ عمل متواتر بھی سنت نہیں ہوتا۔ تو اسلام میں ”سنت نبوی“ کا وجود ہی کہنا چاہئے کہ سرے سے نہیں ہے۔

انتظام نہیں فرمایا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قانونِ فطرت یہی ہے کہ مرد کیلئے ایک ہی بیوی ہونی چاہئے۔

ان حضرات کا یہ عمل متواتر قانونِ قدرت کے بھی خلاف تھا

”علاوہ ازیں قرآنِ کریم کے مطالعہ سے یہ بات بھی نہایت فصاحت سے معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ قانونِ قدرت بھی یہی ہے، کہ ایک مرد کیلئے ایک مادہ ہو۔ قدرت نے انسانوں کو اسی انداز سے پیدا کیا ہے۔ (چند آیات نقل کرنے کے بعد) لہذا جب قانونِ قدرت یہی ہے، کہ وہ ہر چیز کے جوڑے سے پیدا کرتا ہے، ایک نر اور ایک مادہ۔ نباتات، حیوانات اور انسانوں میں سب میں یہی قانونِ کارفرما اور بقائے نسل کیلئے وہ اسی کو کافی سمجھتا ہے۔ چنانچہ طوفانِ نوح کے سلسلہ میں اس نے ہر چیز کا ایک ایک جوڑا رکھنا ہی کافی سمجھا تھا۔ تو ایک مرد کے لئے ایک سے زیادہ بیویوں کا ہونا قانونِ قدرت کے بھی خلاف ہے۔ (ص ۲۳)

ان حضرات کا یہ عمل متواتر ”الطبیات للطیبین“ (سورۃ نور کی آیت النخیثات للنخیثین والنخیثون کے فطری اصول کی ضد تھا)

”النخیثات۔ الایۃ۔ ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے۔) یہاں بھی جمع کے صیغے کو جمع کیلئے ثابت کیا گیا ہے، جیسا کہ اصنافِ جمع بسورۃ جمع کے سلسلہ میں ہم پہلے بتا چکے ہیں، ایسی صورتوں میں جمع کے ہر فرد کیلئے دوسری جمع کا ایک ایک فرد مراد ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی اسی اصول کے ماتحت ہر خبیث عورت کے لئے ایک ایک مرد اور ہر خبیث مرد کیلئے ایک ایک خبیث عورت مراد ہے۔ جیسا کہ ہر پاکیزہ مرد کے لئے ایک ایک پاکیزہ عورت اور ہر پاکیزہ عورت کے لئے ایک ایک پاکیزہ مرد ہو سکتا ہے۔ یہاں اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک پاکیزہ مرد

۱۔ مقالہ نگار ”پاکستان کی عائلی شریعت“ کا تقدس ثابت کرنے کیلئے، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے عمل متواتر پر قانونِ نعت، قانونِ فطرت اور قانونِ قدرت (اور نہ معلوم کس کس قانون) کی مخالفت کا فتویٰ صادر فرمائیں، یہ بہر حال ان کے حق نمک کا تقاضا ہے، اور اس حق ادا کی میں وہ تکریناً معذور ہیں، لیکن اتنے حواسِ باختمہ تو انہیں نہیں ہونا چاہئے، کہ جس ذاتِ اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں ”الطبیات للطیبین“ کی آیت نازل ہوئی تھی، انہیں کے بارے میں یہ دعویٰ کریں کہ یہ آیت ان پر صادق نہیں آ سکتی۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نواہات المؤمنین بھی (جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی) اس آیت کا مصداق نہیں، تو فرمائیے کہ یہ اصول آخر کس پر منطبق ہو گا۔

کیلئے چار چار پاکیزہ عورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا ایک خبیث مرد کیلئے چار چار خبیث عورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔

امت کے تمام مفسرین اور مجتہدین نے تعدد ازدواج کی آیت کے مفہوم میں ٹھوکر کھائی، جس سے بڑی پیچیدگیاں پیدا ہوئیں

طوریہ پر ہم مولانا ابوالکلام آزاد کا ترجمہ اور تفسیر نقل کرتے ہیں۔ باقی تمام مفسرین و مترجمین نے بھی اسی اندازہ کے ترجمہ اور تفسیریں فرمائی ہیں۔ مولانا آزاد اس آیت کا ترجمہ اس طرح فرماتے ہیں۔ (ایضاً ص ۳۰)

ان حضرات نے قرآنی عبارت کو بالکل الٹ اور من مانے "معنی" پہنا دئے۔ ہم ان تراجم و تفاسیر کے متعلق کچھ عرض کر نیکی ضرورت نہیں سمجھتے۔ مولانا آزاد نے جو فرمایا ہے۔ اور بنی القریں

جس قدر عبارتیں اپنی طرف سے بڑھائی ہیں، وہ ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے، جس نے عبارت قرآنی کو ایسے معنی پہنا دئے ہیں جو اصل عبارت کے بالکل ہی الٹ ہیں۔ (ایضاً ص ۳۳)

ان حضرات نے جس اصول شکنی کا ارتکاب کیا، اہل قصور اس کا ہے۔ اور حضرت شیخ الہندؒ کا اور نہ دیگر مفسرین و مترجمین کا قصور اس احمول شکنی کا ہے، جو اس سلسلہ میں سرزد ہو گئی ہے۔ (ایضاً ص ۳۷)

۱۔ جی ہاں تمام صحابہ، تابعین اور مفسرین کی تفسیر سے تو بڑی پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں۔ (ان میں سب سے بڑی پیچیدگی تو یہی ہے، کہ اس سے عائلی قوانین کی دفعہ کا لغو، بچہ اور مہمل ہونا لازم آتا ہے۔) لیکن مقالہ نگار کی "ایر معنی تفسیر" سے تمام عقدے حل ہو گئے، پیچہ طبق روشن ہو گئے، انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام تک کا عمل بہر حال ایک ناقابل حیات برائی "قرار پایا۔

۲۔ مولانا آزاد مرحوم اور دوسرے تمام مفسرین نے بین القوسین چند تو ضیحی الفاظ بڑھا دئے۔ تو یہ حضرات "قرآنی عبارت میں بالکل الٹ اور من مانے معنی" پہنانے کی وجہ سے گردن زدنی قرار پائے، لیکن مقالہ نگار نے قوسین کی قید سے آزاد ہو کر متن چار صفحہ آیت کی فرضی مراد واضح کرنے کیلئے سیاہ کر دئے، اور فاضل و فقیہ کے خطاب کے مستحق ہو گئے۔

۳۔ جی ہاں، ان بیچاروں (تمام مفسرین) کو معاذ اللہ اتنی بصیرت اور عقل کہاں نصیب تھی، کہ قرآن کی شریح تفسیر میں کسی اصول کی پابندی کا لحاظ رکھتے، اور تمام انبیاء و اولیاء کے عمل متواتر کو عمل بد قرار دینے کی ہمت کرتے۔ یہ تمام چیزیں مقالہ نگار کی فضیلت و نقاہت ہی کو نصیب ہیں۔

تمام مفسرین نے صحابہ و تابعین کے الفاظ کو خود ساختہ معنی پہنا دئے | اس سلسلہ میں دشواری یہ ہے، کہ ہم دلیل میں الفاظ تو حضرات صحابہ اور تابعین کے پیش کرتے ہیں۔ اور ان کو معنی وہ پہنا دیتے ہیں جو ہم نے خود اپنے ہاں متعین کر رکھے ہیں، حالانکہ ہمیں ان حضرات کے الفاظ کا وہی مفہوم لینا چاہئے جس میں وہ حضرات خود ان الفاظ کو استعمال کرنے کے عادی تھے نہ اپنا خود ساختہ مفہوم۔ (ایضاً ص ۳۸)

شان نزول کی حدیث کو سامنے مفسرین نے آیت کے ترجمہ و تفسیر میں تصرفات کئے | اس تمہید کے بعد آئیے اس حدیث پر غور کریں جو آیت زیر بحث کے شان نزول کے سلسلہ میں پیش کی جاتی ہے اور جسکی بنیاد پر آیت کا ترجمہ اور اسکی تفسیر میں وہ تصرفات کئے گئے ہیں، جو آپ پہلے دیکھ چکے ہیں۔ (ایضاً ص ۳۸)

اسلام میں "مقالہ نگار" کے "خود ساختہ اصول" | اس سلسلہ میں ایک شبہ یہ بھی کیا جاتا ہے، کہ اگر کو اہمیت ہے، لیکن صحابہ، تابعین، اور تمام فقہاء کی شخصیت، انکی سمجھ بوجھ، اور ان کے عمل متواتر کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔

بست رہی ہے، جو تم بیان کر رہے ہو تو پھر چودہ سوال سے مسلمانوں میں تعدد ازدواج کا رواج کیوں پھلا آ رہا ہے۔ تم سے پہلے بڑے بڑے جید علماء اور بڑے بڑے مقتدر فقہاء کرام گذر چکے ہیں۔ ان کی سمجھ میں بات کیوں نہیں آئی جو تم کہہ رہے ہو اور انہوں نے عام حالات میں مسلمانوں کو ایک سے زیادہ شادیاں کرنے سے کیوں نہیں روکا۔ بلکہ تاریخ تو ہمیں بتاتی ہے کہ وہ خود بھی تعدد ازدواج پر عمل کرتے رہے ہیں۔ کیا اتنے بڑے بڑے اکابر ایک غلط اور ناجائز کام کرتے رہے۔ اس کا ایک جواب تو اصولی ہے، اور وہ یہ کہ اسلام میں اہمیت اصول اور قانون کو ہے۔ شخصیتوں کو نہیں ہے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ قرآن و سنت سے ہمیں کیا ہدایات ملتی ہیں۔ اور ان پر ہی ہمیں عمل کرنا چاہئے۔ اگر کسی شخصیت کا عمل قرآن و سنت کی ہدایات کے خلاف نظر آتا ہے تو تاویل یا توجیہ قرآن و سنت میں نہیں کی جانی چاہئے بلکہ اس شخصیت کے عمل میں کی جانی چاہئے۔ (فکر و نظر جلد ۲ ش ۱ ص ۴۶)

امت کے چودہ سو سالہ عمل کی زیادہ سے زیادہ یہ توجیہ ممکن ہے، کہ اسلام کی چودہ صدیاں ہنگامی حالات سے دوچار رہیں | ویسے ہمیں یقین ہے کہ ان حضرات کا عمل قرآن کریم اور سنت نبویؐ کے خلاف نہیں ہوگا۔ اگر ہم اس سلسلہ میں یہ بات ثابت نہیں کر سکتے کہ انہیں ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی سخت ضرورت لاحق تھی تو دوسری طرف ہم ان کے سلسلہ میں یہ بات بھی تو ثابت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے بغیر جائز ضرورت ہی کے ایک سے زیادہ بیویاں رکھ پھوڑی

میں۔ قرآن و سنت کی وہ تمام ہدایات جو آج ہمارے سامنے ہیں، یقیناً ان کے سامنے بھی تھیں بلکہ سچ تو یہ ہے، کہ یہ تمام ہدایات ہم تک اپنی حضرات سے پہنچی ہیں۔ اگر ہم ان کے خلاف کسی سو غنی میں مبتلا نہیں ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ وہ ان تمام ہدایات کو جانتے ہوئے خود ان کے خلاف عمل کرتے ہوں جس بن غن کا تعاضد تو یہ ہے، کہ ہم یہ بات تسلیم کریں کہ یقیناً ان کے دور میں اسلامی معاشرہ عمومی طور پر یا خود ان کے اپنے ذاتی اور خاندانی حالات، خصوصی طور پر اس امر کے مقتضی ہوں گے کہ وہ اس ہنگامی یا خصوصی ہدایت پر عمل پیرا ہوں۔ (ایضاً ص ۴۷)

۱۔ ان تمام مباحث کا خلاصہ یہ نکلا، کہ امت مسلمہ کا موقف یہ ہے کہ اسلام میں ایمر جنسی کی شرائط کے بغیر بھی تعدد ازدواج کی (چار تک) اجازت ہے۔ اور مقالہ نگار اور ان کے مولکین کا موقف یہ ہے، کہ اسلام کی نظر میں یہ بہر حال ایک ناقابل حمایت برائی ہے۔ جسے خصوصی حالات اور ہنگامی صورت میں جائز قرار دیا گیا ہوگا۔ لیکن اسلامی تاریخ میں ایک لمحہ کیلئے نہ یہ شرط کبھی غائب ہوئی، نہ عدم جواز کا سوال کبھی زیر بحث آیا، نتیجہ کے طور پر اسی موقف کو تسلیم کر لینا ان کو بھی ناگزیر ہوا، جسکی امت مسلمہ قائل چلی آئی ہے، اب ہم یہ فیصلہ عقلاً پر چھوڑتے ہیں کہ ان دونوں میں کون سا موقف حق بجانب ہے۔

دارالعلوم حقانیہ

قربانی کے کھالوں کا بہترین مصرف

مفتین دارالعلوم تمام اہل خیر حضرات سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ حسب سائن قربانی کی کھالوں سے دارالعلوم حقانیہ کی اعانت فرما کر سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم حاصل کرنے والے غریب الوطن طلباء کی حوصلہ افزائی فرماویں۔ یہ دارالعلوم ۱۹ سال سے قوم و ملت کی علمی، مذہبی خدمات سر انجام دے رہا ہے۔ ۱۰ سال تقریباً چار سو طلباء درجہ عربی اور پانچ سو پچھتے درجہ تعلیم القرآن ۲۲ اساتذہ کی نگرانی میں علوم دینیہ حاصل کر رہے ہیں۔ اکثر طلباء کے طعام اور دیگر ضروریات از قلم روشنی، ادویہ، رہائش گاہوں، کتابوں اور اخراجات امتحانات کا انتظام ادارہ کر رہا ہے جن پر سالہاں کے مصارفت کامیزانیہ ایک لاکھ اٹھاون ہزار روپے ہے۔ دارالعلوم کے شایان شان مسجد، ہاسٹل، اساتذہ اور علم کیلئے سکانات زیر تعمیر ہیں، جن پر کئی لاکھ روپیہ خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔ اس لئے ہمدردان اسلام دارالعلوم حقانیہ کی طرف پیش از پیش توجہ فرما کر ثواب دارین حاصل فرماویں۔ قربانی کی کھال کسی مقامی سنٹر میں جمع کرائی جائے یا فروخت کر کے اسکی قیمت بنام مہتمم صاحب دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خشک (ضلع پشاور) بھیج دی جائے۔